(عمر بن عبد العزیز اور انکے بیٹے عبد الملک رحمہما اللہ)

ماخوذ:۔ صور من حیاۃ التابعین

> کیا تجھے علم نہیں کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور بنی امیہ کے عظیم و کریم سردار عمر بن عبد العزیز ہیں۔ قیامت کے دن وہ تنہا ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔
>
> محمد بن علی بن حسین

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز اپنے ہاتھوں سے اپنے پیشرو خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی قبر کی مٹی ابھی جھاڑ ہی رہے تھے۔ کہ انہوں نے اپنے ارد گرد زمین میں ایک لرزہ محسوس کیا۔ تو فرمایا: "یہ کیا ہے" لوگوں نے کہا: "یہ خلافت کی سواریاں ہیں۔ اے امیر المومنین! آپ کی سواری کے لئے یہ تیار کی گئی ہیں" حضرت عمر نے ان کی طرف اچٹتی نظر سے دیکھا اور کانپتی ہوئی کمزور آواز کے ساتھ جس پر تھکن غالب تھی اور بے خوابی نے اسے بہت دھیما کر دیا تھا فرمایا: "انہیں مجھ سے دور کر دو اللہ تعالیٰ تم پر برکت نازل فرمائے!" "اور میرے خچر کو میرے نزدیک لاؤ میرے لئے وہی کافی ہے" پھر وہ خچر کی پشت پر سوار ہو گئے اور ضلعی پولیس افسران کے آگے چل رہا تھا اس کے دائیں بائیں سپاہیوں کی ایک جماعت قطاروں میں چل رہی تھی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے چمکدار نیزے تھے۔ حضرت عمر نے اس سپر نٹنڈنٹ (پولیس افسر) پولیس کی طرف دیکھا اور فرمایا: "مجھے تیری اور ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک مسلمان آدمی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوں۔ میرا بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح صبح و شام آنا جانا ہے" پھر وہ لوگوں کے ساتھ چلتے رہے

یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو گئے۔ اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا "الصلاۃ جامعتہ نماز جمع کرنے والی ہے" مسجد میں ہر طرف سے لوگ امڈ آئے۔ جب ان کے سارے گروہ آگئے تو ان میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ نبی پر درود بھیجا اور فرمایا: "اے لوگو! مجھے خلافت کی ذمہ داری میں میری رائے اور مسلمانوں سے مشورہ کے بغیر مبتلا کر دیا گیا ہے میں تمہاری گردنوں سے اپنی بیعت کا بوجھ اتارتا ہوں اور اس سے آزاد کرتا ہوں لہٰذا تم اپنے لئے اپنی پسند کا خلیفہ منتخب کر لو" ان الفاظ کا سننا ہی تھا کہ لوگ چیخ اٹھے: "اے امیر المومنین ہم نے آپ ہی کو منتخب کیا ہے اور آپ ہی پر راضی ہیں لہٰذا خیر و برکت کے ساتھ امر خلافت کو سنبھالئے" پھر جب حضرت عمر بن عبد العزیز نے دیکھا کہ آوازیں پر سکون اور دل مطمئن ہو گئے ہیں تو ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اللہ کے بندے، رسول حضرت محمد پر درود بھیجا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر لوگوں کو تقویٰ پر ابھارنے، دنیا سے بے نیازی برتنے اور آخرت کی رغبت دلانے لگے نیز ایسے لہجے میں انہیں موت کی یاد دلانے لگے۔ جو سخت دلوں میں نرمی پیدا کر دے، نافرمان آنسوؤں کو بہا دے اور صاحب گفتار کے دل سے نکل کر سننے والوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ پھر اپنی تھکی ہوئی کمزور آواز کو بلند کیا اور سب لوگوں کو سنا کر فرمایا:

"اے لوگو! جس نے اللہ کی اطاعت کی اس کی اطاعت واجب ہے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس کی اطاعت کسی پر واجب نہیں ہے۔ اے لوگو! میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے" خلیفہ کی وفات سے لیکر اس وقت تک جس شدید تھکاوٹ اور محنت سے انہیں دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس سے ہٹ کر کچھ دیر کے لئے آرام کرنا چاہتے تھے۔ مگر عمر بن عبد العزیز ابھی اپنے بستر پر لیٹے ہی تھے کہ ان کا بیٹا عبد الملک ان کے پاس آیا جو اس دن تقریباً

سترہ سال کی عمر میں تھا اس نے آتے ہی کہا"اے امیرالمومنین! آپ اب کیا کرنا چاہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا"پیارے بیٹے! میں ہلکی نیند کرنا چاہتا ہوں۔ میرے جسم میں کوئی طاقت باقی نہیں رہی"میں تیرے چچا سلیمان کی تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں گزشتہ پوری رات جاگتا رہا ہوں۔ اور جب ظہر کا وقت آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز ادا کر کے انشاء اللہ حقداروں کو ان کے چھنے ہوئے مال واپس کردوں گا" بیٹے نے کہا: "اے امیرالمومنین! آپ کے ظہر تک زندہ رہنے کی کون ضمانت دیتا ہے؟" اس بات نے عمر بن عبدالعزیز کے عزم و ثبات کو اور برانگیختہ کر دیا اور ان کی آنکھوں سے نیند کو اڑا دیا۔ اور ان کے تھکے ماندے جسم میں قوت اور حوصلہ پیدا کر دیا۔ انہوں نے کہا:

"پیارے بیٹے! میرے قریب ہو جا" وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اسے سینے سے چمٹالیا اور اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: "سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری پشت سے وہ شخص پیدا کیا ہے جو دینی امور میں میری مدد کرتا ہے" یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ جس شخص کا ظلم سے کوئی مال چھین لیا گیا ہو وہ اس کا مقدمہ لے آئے۔

یہ عبدالملک کون ہے؟ اس جوان کا حال اور قصہ کیا ہے جس کے بارے میں لوگوں نے کہا ہے: "یہ وہی جوان ہے جس نے اپنے باپ کو عبادت میں داخل کیا اور اسے زہد و تقویٰ کی راہ پر چلایا ہے۔

آیئے ہم اس صالح نوجوان کا قصہ شروع سے بیان کریں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پندرہ بچے تھے جن میں تین بیٹیاں تھیں۔ اور وہ سب کے سب تقویٰ اور نیکی کے اونچے مقام پر فائز تھے مگر عبدالملک اپنے بھائیوں کے ہار کا

درمیانی بندھن رشتہ اور دھاگہ تھانیز وہ ان میں چمکتا ہوا ستارہ تھا وہ ایک ماہر ادیب ' عمر کے لحاظ سے جوان اور عقل کے لحاظ سے عمر رسیدہ بزرگ تھا۔ مزید براں اس نے بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں پرورش پائی تھی۔ وہ شکل و صورت اور ہیئت میں سب لوگوں سے زیادہ آل خطاب کے قریب تھا اور اللہ تعالیٰ کے ڈر اور تقویٰ کے لحاظ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ملتا جلتا تھا نیز اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خوف اور اطاعت کے ساتھ اسکا قرب حاصل کرنے میں بھی وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرح تھا۔

اس کے چچا عاصم نے بیان کیا: "میں دمشق میں اپنے چچا زاد عبدالملک کے پاس حاضر ہوا اور وہ غیر شادی شدہ تھا ہم نے عشاء کی نماز ادا کی اور اپنے اپنے بستر پر آگئے عبدالملک اٹھا اور اس نے چراغ بجھا دیا۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی پلکیں نیند کے سپرد کر دیں۔ پھر میں نصف رات کے وقت بیدار ہوا تو دیکھا کہ عبدالملک رات کی تاریکی میں کھڑے نفل ادا کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں۔

افرایت ان متعناھم سنین ثم جاء ھم ما کانوا یوعدون ما اغنی عنھم ما کانوا یمتعون)الشعراء

-کیا بھلا تو نے دیکھا! اگر ہم نے انہیں کئی سالوں تک (مال دینا ہے) فائدہ پہنچایا تھا پھر ان سے کئے گئے وعدے کے مطابق وہ وقت (گرفت و عذاب کا) ان تک آپہنچا۔ تو جس مال و متاع دنیا سے وہ فائدہ اٹھا رہے تھے وہ ان کے کسی کام نہ آیا"

پھر مجھے اسی آیت کو بار بار دہرانے اور دم در گلو گھٹی ہوئی ایسی سسکیوں نے خوفزدہ کر دیا۔ جو دلوں کے بندھنوں کو قطع کرنے والی تھیں۔

جب وہ آیت ختم کر لیتے تو دوبارہ اسی کو شروع کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں

نے کہا: "یہ رونا اور آہ وبکا کی کیفیت انہیں ہلاک کر دے گی" جب میں نے مذکورہ حالت دیکھی تو میں نے کہا "لاالہ الا اللہ و الحمد للہ" جیسے نیند سے بیدار ہونے والا کہتا ہے۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ میرے جاگنے پر اس کی آہ وزاری ختم ہو جائے۔ سو جب انہوں نے میرے یہ کلمات سنے تو خاموش ہو گئے۔ پھر میں نے ان کی کوئی حس و حرکت نہ سنی۔ اس نوجوان نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء کی شاگردی اختیار کی یہاں تک کہ قرآن کریم کے علوم سے خوب فائدہ اٹھایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا وافر حصہ حاصل کیا۔ اور دل ودماغ کو حدیث رسول ﷺ سے اچھی طرح سیر کیا اور دین کی کماحقہ سمجھ حاصل کی۔ لہٰذا اپنی کم عمری کے باوجود پہلے طبقہ کے شامی علماء وفقہاء کو وہ لاجواب کر دیا کرتے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے شام کے علماء وفقہاء کو جمع کر کے فرمایا "میں نے آپ کو اپنے اہل خاندان کے ہاتھوں ظلم سے چھینے گئے اموال کے معاملہ میں بلایا ہے سو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" انہوں نے کہا "امیر المومنین! یہ معاملہ آپ کی امارت وخلافت سے پہلے کا ہے اور ان مظالم کا بوجھ اسی پر ہے جس نے انہیں غصب کیا ہے" خلیفہ ان کی بات سے خوش نہ ہوا۔ پھر ایک شخص نے کہا جو ان سب کے خلاف رائے رکھتا تھا "امیر المومنین! عبد الملک کو بلالیں اسلئے کہ جن علماء کو آپ نے بلایا ہے۔ عبد الملک علم و فقہ اور عقل میں ان سے کم نہیں ہے"

جب عبد الملک آگیا تو عمر نے اس سے کہا "ان اموال کے بارے میں تیری کیا رائے ہے جو میرے چچا زادوں نے ظلم کے ساتھ لوگوں سے چھینے ہیں؟" ان اموال کے اصل مالک حاضر ہیں اور ان کا مطالبہ کر رہے ہیں ہم بھی جانتے ہیں کہ ان میں ان کا حق ہے" عبد الملک نے کہا "میری رائے ہے کہ جب تک آپ کو ایسے اموال کی خبر ملتی رہے آپ

انہیں حقداروں تک لوٹاتے رہیں اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ ظالموں کے ساتھ ان کے ظلم میں شریک ٹھہریں گے" ان کلمات سے خلیفہ کو شرح صدر حاصل ہو گئی۔ ان کا دل خوش ہو گیا۔ اور ان کی فکرمندی دور ہو گئی۔

اس نو عمری میں نوجوان نے سرحدوں کی حفاظت کے لئے شام کے اندرونی شہروں کی بجائے ایک سرحدی شہر میں رہائش کو ترجیح دی۔ اور اس کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنے پیچھے سرسبز و شاداب باغات، گھنے سایوں اور سات نہروں والے مرکزی شہر دمشق کو چھوڑ دیا۔

عبدالملک کے والد عمر بن عبدالعزیز اس کی نیکی اور تقویٰ کو جاننے کے باوجود اس کے بارے میں شیطان کے وسوسوں جوانی کے حملوں اور فتنوں سے بہت زیادہ ڈرتے اور اندیشہ کرتے تھے۔ نیز اس بات کی بہت حرص رکھتے تھے کہ وہ اپنے متعلق تمام ضروری علوم حاصل کرے۔ چنانچہ وہ اس سے کبھی غافل نہیں رہتے تھے اور نہ اسے بے کار چھوڑتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کے وزیر، قاضی اور مشیر میمون نے بیان کیا ہے "میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا تو انہیں اپنے بیٹے عبدالملک کی طرف ایک خط لکھتے ہوئے پایا۔ جس میں وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کوئی کام ذمے لگا رہے تھے ڈرا رہے تھے اور خوشخبری دے رہے تھے اسمیں یہ الفاظ درج تھے "حمد و ثنا کے بعد مجھ سے بات اور نصیحت سننے اور اسے یاد رکھنے کا تو سب سے زیادہ حقدار ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر تمام چھوٹے بڑے امور میں احسان کیا ہے۔ اسی کے لئے سب تعریف ہے لہٰذا اے پیارے بیٹے اپنے اور اپنے باپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل کو یاد رکھ۔ کہ غرور اور اپنی بڑائی سے اپنا بچاؤ کر اسلئے کہ غرور شیطان کا عمل ہے اور وہ ایمانداروں کا کھلا دشمن ہے اور جان لے کہ میں نے تیری طرف یہ خط اس لئے نہیں بھیجا کہ مجھے تیرے متعلق کوئی بری خبر ملی ہے۔ مجھے آج تک تیرے معاملے

میں بھلی خبر ہی موصول ہوئی ہے البتہ اپنے نفس پر تیرے فخر کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہوا ہے۔ اور اگر یہ کبر نفس اور فخر تجھے اس مقام تک لے گیا جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔ تو میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جسے تو ناپسند کرے گا۔

میمون کہتے ہیں کہ پھر خلیفہ نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا "اے میمون میرا بیٹا عبد الملک مجھے بے حد پیارا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے بارے میں میرے علم پر اس کی محبت غالب نہ آجائے۔ اور جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے عیبوں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں میری کیفیت بھی اسی طرح نہ ہو جائے لہٰذا اس کے پاس جا کر اسکی حقیقت حال کا اچھی طرح جائزہ لے۔ اور دیکھ کہ اس میں کبر نفس اور فخر و غرور کا کوئی شائبہ تو نہیں پایا جاتا۔ اسلئے کہ وہ نو عمر لڑکا ہے اور اسکے بارے میں شیطان کا مجھے ہر وقت خدشہ لاحق رہتا ہے"

میمون نے کہا: کہ "میں نے عبد الملک کی طرف سفر اختیار کیا اور اس کے پاس پہنچ گیا پھر میں نے اجازت چاہی اور داخل ہو گیا۔ دیکھا تو سامنے عمر کے ابتدائی حصہ میں بھرپور جوانی والا' بے حد تواضع اور انکساری کرنے والا' اور خوبصورت چہرے بشرے والا لڑکا ایک بالوں کی چٹائی کے اوپر سفید گدیلے پر بیٹھا ہے "اس نے مجھے مرحبا (خوش آمدید) کہا پھر یوں گویا ہوا "میں نے اپنے باپ کو آپ کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ان کے بہت خیر خواہ ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہمیں فائدہ پہنچائے گا" میں نے اس سے کہا "تیرے نفس کا حال اور کیفیت کیا ہے؟" اس نے کہا "اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و عافیت اور نعمت سے بہرہ ور ہوں" البتہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ میرے متعلق میرے باپ کا جو حسن ظن ہے وہ مجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور حال یہ ہے کہ میرے متعلق جس مقام فضیلت کا وہ گمان کرتے ہیں میں ابھی اس تک نہیں پہنچا۔ میں یہ بھی اندیشہ

کرتاہوں کہ میری کمزوریوں کا علم ہونے کے باوجود میری محبت ان پر غالب نہ آجائے۔ پھر ان کے لئے میں ایک مصیبت بن جاؤں" میں باپ بیٹے کے ایک ہی طرح کے اندیشے سے بہت حیران ہوا۔ پھر میں نے اسے کہا "مجھے بتا کہ تیری روزی کہاں سے آتی ہے؟"

اس نے کہا "میں نے ایک زمین ایسے مال سے خرید رکھی ہے جس میں حرام کا شائبہ تک نہیں ہے اس سے جو غلہ آتا ہے اس کے ذریعے میں مسلمانوں کے بیت المال اور خراج کی روزی سے بے نیاز ہو گیا ہوں"

میں نے کہا "تیرا کھانا کیا ہوتا ہے؟" تو اس نے کہا "ایک رات گوشت' ایک رات مسور اور زیتون اور ایک رات سرکہ اور زیتون اور اتنا کچھ ہی زندگی کے لئے کافی ہے۔" میں نے کہا: "تجھے عزت و عظمت نفس نے تعجب اور گھمنڈ میں مبتلا نہیں کیا؟"

اس نے کہا: "میرے جی میں کچھ اس طرح کا خیال آیا تو تھا مگر جب میرے باپ نے مجھے نصیحت کی تو اس نے میرے نفس کی حقیقت مجھ پر واضح کر دی اور اسے میرے نزدیک حقیر بنا دیا نیز میری نظر سے اس کی قدر و منزلت دور کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نصیحت سے مجھے بہت فائدہ دیا۔ سو اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو بہتر جزا عطا فرمائے۔" میں نے نو عمری اور کم تجربہ کاری کے باوجود چہرے بشرے کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوبصورت عقل کے لحاظ سے زیادہ کامل اور ادب کے لحاظ سے زیادہ بہتر کوئی نوجوان نہیں دیکھا۔ جب دن کے آخری حصے میں اس کا غلام اس کے پاس آیا تو اس نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی عطا فرمائے ہم فارغ ہو گئے ہیں" اس پر عبدالملک خاموش ہو گیا میں نے کہا: "کیا شغل ہے جس سے وہ فارغ ہوئے ہیں؟ اس نے کہا: "حمام سے" میں نے کہا: "وہ کیسے؟" تو عبدالملک نے کہا "انہوں نے حمام کو میرے لئے خالی کیا ہے" اس پر میں نے کہا: "اب میں نے تجھ سے وہ بات سنی ہے جو میرے نزدیک بڑی اہمیت کی حامل تھی" میری اس بات سے

وہ خوفزدہ ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون "اس بات میں کیا اہمیت ہے اے چچا اللہ آپ پر رحم کرے" میں نے کہا: "حمام تیرے لئے.....؟" اس نے کہا: "نہیں" میں نے کہا: "پھر تجھے کس بات نے آمادہ کیا کہ تو اس سے لوگوں کو نکال دے؟" گویا کہ تو چاہتا ہے کہ اس طرح تو اپنے نفس کو لوگوں سے بلند و برتر قرار دے اور ان کی قدر و منزلت سے زیادہ اپنے نفس کو ذی قدر جانے پھر اسی طرح صاحب حمام کو اس کی یومیہ مزدوری کے سلسلہ میں تکلیف دیتا ہے اور جو اس کے حمام میں آتا ہے اسے ناکام واپس لوٹا دیتا ہے" حمام کے مالک کو میں اس دن کی مزدوری دے کر راضی کر لیتا ہوں" میں نے کہا" یہ فضول خرچی ہے جس میں کبر بھی شامل ہے۔

تجھے لوگوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے کس چیز نے روکا ہے جبکہ تو بھی انہی کی طرح کا ہے؟!" اس نے کہا مجھے اس بات نے روکا ہے۔ کہ بے تمیز غیر مہذب لوگ بغیر پردے کے حمام میں داخل ہوتے ہیں اور میں ان کے پردے کے اعضاء کو دیکھنا ناپسند کرتا ہوں اور یہ بھی ناپسند کرتا ہوں۔ کہ انہیں پردے ڈالنے پر مجبور کروں اس لئے کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ مجھے ان پر حکومتی قوت اور اقتدار حاصل ہے جس سے خلاصی کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس میں ہمارا حساب برابر سرابر ہو جائے۔ نہ ہم پر اس کی ذمہ داری کا کوئی بوجھ رہے اور نہ ہم اس سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کریں" لہٰذا آپ مجھے ایسی نصیحت فرمائیں جس سے میں فائدہ اٹھاؤں اور مجھے اس پریشانی سے نکلنے کی کوئی راہ بتائیں" میں نے کہا: "تو رات تک لوگوں کے حمام سے نکلنے کا انتظار کیا کر وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے جائیں تو حمام میں داخل ہوا کر۔"

اس نے کہا: "میں اسی طرز عمل کا عہد کرتا ہوں:" میں آج کے بعد اس میں دن کے

وقت کبھی داخل نہیں ہوں گا۔ اور اگر اس علاقے کی سردی میں شدت نہ ہوئی تو میں حمام میں کبھی داخل نہ ہوں گا" یہ کہ کر اس نے تھوڑی دیر سر کو جھکایا گویا وہ کسی معاملہ میں سوچ بچار کر رہا تھا۔ پھر اس نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا:

"میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ یہ خبر میرے باپ سے ضرور چھپائیں میں نہیں پسند کرتا کہ وہ مجھ پر ناراض ہوں۔ اور میں اندیشہ کرتا ہوں کہ میرے اور ان کی رضامندی کے درمیان موت حائل نہ ہو جائے۔" میمون نے کہا کہ میں نے اس موقع پر اس کی عقل کا امتحان لینا چاہا۔ تو اسے کہا: "اگر امیرالمومنین نے مجھ سے سوال کر دیا۔ کیا تو نے اس کی کوئی خامی دیکھی تو کیا تو پسند کرے گا کہ میں ان کے سامنے جھوٹ بولوں؟" اس نے جواب دیا "نہیں اللہ کی پناہ" آپ ان سے یوں کہہ دیں کہ میں نے اس میں ایک خامی دیکھی تھی تو میں نے اسے نصیحت کر دی اور اسے اس کی نظر میں بڑی خامی قرار دے دیا تھا پھر اس نے اس سے بہت جلدی رجوع کر لیا تھا۔ میرے والد آپ سے اس بات کی تفصیل نہیں پوچھیں گے۔

جسے آپ ان پر خود ظاہر نہیں کریں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوشیدہ باتوں کی بحث و کرید سے اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھا ہے" میمون نے کہا: "میں نے کبھی ان جیسا نہ کوئی والد دیکھا ہے اور نہ کوئی بیٹا اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرے!

اللہ تعالیٰ پانچویں خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ سے راضی ہو۔ اور انہیں راضی فرمائے۔ نیز ان کی قبروں اور ان کے بیٹے لخت جگر عبدالملک کی قبر کو بھی تازگی اور شادابی عطا فرمائے اور ان پر سلامتی ہو جس دن وہ رفیق اعلیٰ سے ملاقات کریں۔

اور سلامتی ہو ان پر جس دن وہ نیک لوگوں کے ساتھ اٹھائے جائیں!

اختتامیہ

اس مختصر کتاب میں جن تابعین کرام رحمھم اللہ کی سیرت طیبہ بیان کی گئی ہے ان کی عظمت 'فضیلت اور دائمی شہرت و قبولیت کے درج ذیل اسباب ووجوہ معلوم ہوتے ہیں:۔

(۱) انہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا اور خدمت انسانیت میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔

(۲) دینی علوم و فنون کو انہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے حاصل کیا جبکہ علماء سوء نے ہر دور میں علم دین کو دنیوی مال و زر حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

(۳) حکمرانوں کے درباروں میں جانے سے انہوں نے گریز کیا کہ اسے وہ نقص دین کا باعث سمجھتے تھے۔ جبکہ زر پرست علماء امراء کی دہلیز پر سجدہ ریزی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں علماء حق نے ایسے ہی علماء کے فتنے اور شر سے بے شمار مصائب کا سامنا کیا ہے۔

(۴) اگر کوئی حکمران انہیں اعلیٰ منصب دینے کے لئے ان سے مشورہ لیتا ہے تو ان میں سے ہر شخص دوسرے ساتھی کو اس منصب کا زیادہ اہل قرار دیتا ہے جبکہ دنیا پرست علماء کو ایسی صورت حال پیش آجائے تو ان میں ہر شخص یہی کہے گا کہ دوسرے لوگوں سے تو میرے گھر میں جھاڑو دینے والا زیادہ علم رکھتا ہے۔ اس بغض معاصرت سے مبتلا ہر عالم یہی خیال کرتا ہے کہ وہ ہمچو ما دیگرے نیست۔

(۵) انہوں نے بچپن ہی سے حصول علم کے لئے ایسی محنت اور جدوجہد کی کہ ان کی نوعمری ہی میں بڑے بڑے اکابر شیوخ ان کی شاگردی میں فخر محسوس کرنے لگے۔

(۶) انہوں نے اپنے اوقات اور اپنے نفس کو اس طرح کنٹرول کیا کہ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیا اور نفس کو لذائذ و آسائش دنیا سے اس طرح بے نیاز و بے پرواہ کر دیا کہ اس نے ان کی کبھی خواہش ہی نہ کی۔ یہاں تک کہ ان کی نظر میں ایک غیر محرم حسین و جمیل عورت اور دیوار کی حیثیت میں جاذبیت اور کشش کے لحاظ سے کوئی فرق باقی نہ رہا۔ آج

مسلم قوم کی نوجوان نسل کے بیشتر اوقات فضول اور قاتل اوقات کھیل تماشوں اور فحش و بے حیائی کے مناظر کی نذر ہو رہے ہیں۔

(۷) انہوں نے سلاطین و امراء کی طرف سے سیم و زر کی بڑی بڑی پیشکشوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جبکہ علماء سوء ہر دور میں سیم و زر اور عورتوں کے فتنے میں مبتلا ہو کر نہ صرف اپنے دین و ایمان کا سودا کر دیتے ہیں بلکہ باطل فتویٰ فروشی سے پوری ملت کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اسلاف کی سیرت سے نور ہدایت حاصل کر کے اپنے مقصود حقیقی رضائے الٰہی کو پالیں۔

(مترجم)

بقیہ :: توحید

السموات و الارض یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون" آسمان و زمین میں کتنی ایسی نشانیاں ہیں جن پر سے ان کا گذر ہوتا رہتا ہے۔ مگر وہ کبھی ان پر غور نہیں کرتے' کہیں افلا ینظرون کہا کہیں افلا یبصرون کہا' کہیں افلا تعقلون کہا غرض دل و دماغ فکر و نظر' تدبر و تفحص اور عقل و دانش کو حرکت میں لانے کی ترغیب بھی دلائی اور تاکید بھی کی جگہ جگہ غور و خوض کا حکم دیا اور سوچنے سمجھنے کی تلقین کی۔

اس بحث کے بعد ناظرین کو صحیح اندازہ ہو گیا ہو گا کہ توحید نے دنیا کو کیا دیا ہے' آزادی یا غلامی۔